Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ریاستی امن کے لئے جامع حکمت عملی: ایک تحقیقی جائزہ

Comprehensive Strategy for State Peace in the Light of the Prophet (ﷺ)'s Life: An Exploratory Review

Dr. Muhammad Adil*
Lecturer, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda.
Email: adilfareedi@bkuc.edu.pk

Dr. Muhammad Majid
Lecturer Islamic Studies, Govt Degree college, Lund khwar, Mardan, KPK
Email: muftimuhammadmajid@gmail.com

Abstract

Today, the entire world, particularly our homeland Pakistan, is faced with numerous challenges, one of which is terrorism. This menace has caused irreparable damage to our country's economy, society, politics, and virtually every aspect of life. Over the past two decades, thousands of innocent people have fallen prey to terrorist violence. Despite numerous operations by security forces, extremism and terrorism show no signs of abating. This article attempts to outline a comprehensive strategy for eliminating terrorism and extremism, and restoring peace and security in Pakistan, in the light of the teachings of the Prophet Muhammad (ﷺ). The article examines the root causes of terrorism in Pakistan and explores solutions to this crisis, guided by the wisdom of the Prophetic tradition.

Keywords: Terrorism, Extremism, Restoring peace, Seerah

1.0۔ تعارف:

امن ہر انسان کے روح کی آواز اور اولین ضرورت ہے، امن کے بغیر چین وسکون اور خوشحالی وترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام خداوندی آزمائشوں اور امتحانات سے سرخرو ہو کر نکلے تو بطور انعام اللہ تعالیٰ سے اپنے شہر کے امن وسلامتی کی دعا کرتے ہوئے فرمایا: "رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا[1]" (میرے پروردگار! اس کو امن والا شہر بنا دیجئے)۔ آج دنیا کو درپیش بڑے مسائل میں سے سرفہرست مسئلہ دہشت گردی کی شکل میں موجود بدامنی سے ہے، اس ناسور نے وطن عزیز پاکستان کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے اور محض دو دہائیوں میں ہم ہزاروں قیمتی انسانی جانوں، اربوں ڈالر کے معاشی کے نقصان اور بے پناہ معاشرتی مسائل سے دوچار ہو چکے ہیں۔ ہمارے سلامتی کے اداروں نے اس جنگ میں ایسی لازوال قربانیاں دی ہیں، جن کی مثال ماضیٔ قریب میں نہیں ملتی، لیکن ہم مختلف وجوہات کی بناء پر اب بھی پوری طرح اس آگ پر قابو نہ پا سکے، جس کی وجہ سے ہم معاشی زبوں حالی اور دیگر لاتعداد معاشرتی مسائل کا شکار ہیں۔ اگر ہم پائیدار امن کے قیام میں کامیاب ہو گئے تو دوسرے کئی مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے اور ہم ترقی دوڑ میں شامل ہو جائیں گے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ انتہاپسندی اور دہشت گردی کی روک تھام کے لئے نت نئے نظریات وطرق سامنے آرہے ہیں، لیکن ریاستی امن کے لئے سب سے کارآمد نسخہ آج بھی وہی نبوی ﷺ طریقہ کار ہے، جس نے اندرونی وبیرونی خطرات کے باوجود مدینہ کی ریاست کو امن کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان

---

* Email of corresponding author: adilfareedi@bkuc.edu.pk

ہمیں چاہیئے کہ وحیٔ الٰہیٰ کی روشنی میں بنائی جانے والی نبوی حکمت عملی اور پالیسی کو اپنا کر قیامِ امن کے لئے کوشش کریں، امید ہے کہ اس پالیسی سے ہم جلد ہی دہشت گردی اور انتہاپسندی کے ناسور کا سر کچل دیں گے۔ اس تحقیقی مقالہ میں پائیدار امن کے قیام اور دہشت گردی کی روک تھام کے لئے اٹھائے جانے والے نبوی ﷺ طریقہ کار کو موضوع بحث بنایا گیا ہے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ نے تخریب کاروں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے سفارت کاری، معاہدات، جاسوسی کے بہترین نظام، چھاپہ مار کاروائیوں، کومبنگ آپریشنز اور دوبدو لڑائیوں سمیت ہر ممکنہ طریقہ کار اپنایا اور محض دس سال میں ریاست مدینہ کو مضبوط داخلی وخارجی دفاعی نظام دیا، جس کے نتیجے میں ایسا امن قائم ہوا کہ رہتی دنیا تک اس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ اس آرٹیکل کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلے حصے میں رسول اللہ ﷺ کی امن سے محبت کو مثالوں سے واضح کیا گیا ہے، دوسرے حصے میں ان اقدامات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ریاستی امن کے قیام کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بحیثیتِ حکمران اختیار فرمائے تھے، جبکہ آخری حصے میں آرٹیکل سے اخذ شدہ نتائج اور اس کی روشنی میں تجاویز دی گئی ہیں۔

2.0-پیامبر امن وسلامتی

رسول اللہ ﷺ کو بدامنی اور انتشار سے فطری طور پر نفرت تھی، یہی وجہ ہے نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ امن کے لئے کی جانے والی کوششوں میں شمولیت کا تذکرہ فخر سے فرماتے۔ اس سلسلے میں مشہور واقعہ عرب معاشرے میں جاری قتل وغارت گری اور خون ریزی روکنے کے لئے ہونے والے معاہدہ حلف الفضول میں آپ ﷺ نے محض بیس سال کی عمر میں شرکت کی، آپ اس معاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے کہ حلف الفضول کے وقت میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں حاضر تھا، اس معاہدے کے مقابلے میں اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو پسند نہ کرتا۔ اب اگر زمانۂ اسلام میں بھی اس قسم کے معاہدے کی طرف بُلایا جاؤں تو ضرور شرکت کروں گا[2]۔

اسی طرح نبوت سے پہلے تعمیر کعبہ کے وقت حجر اسود کی تنصیب پر مختلف قبائل میں اختلاف پیدا ہوگیا اور بات جنگ وخونریزی تک پہنچ گئی، اس موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کو حکم بنایا گیا تو تمام قبائل اس پر راضی ہوئے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ خونریزی وتصادم کو روکنے اور امن کی فضا قائم کرنے والا فیصلہ فرمائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی امیدوں پر پورا اترتے ہوئے انتہائی دانشمندانہ فیصلہ کر کے جنگ وفساد برپا ہونے سے روک دیا۔ یاد رہے کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں بڑے بڑے جہاندیدہ اور عمر رسیدہ لوگ موجود تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی بالکل جواں عمر تھے، پھر بھی آپ کے امن جو شخصیت وکردار کی وجہ سے تمام لوگوں نے خوشی ورضامندی سے آپ ﷺ کو حکم تسلیم کیا[3]۔

اس سلسلے میں سیرت طیبہ سے ایک اہم واقعہ مسجد ضرار کی مسماری ہے۔ مدینہ منورہ میں منافقین نے اپنے تخریبی عزائم کو منظم شکل دینے کے لئے ایک عمارت بنائی اور اسے مسجد کا نام دے دیا۔ اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے اس کو "ضرار" یعنی نقصان پہنچانے والی مسجد قرار دے کر آپ ﷺ کو اس کی تعمیر کے مقاصد فاسدہ سے آگاہ کیا[4]۔ منافقین کی اس سازش کے طشت از بام ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے اس عمارت کو مسمار کرنے کا حکم جاری فرمایا اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے جا کر اس عمارت کو نذرِ آتش کر دیا۔ اس کی وجہ ریاست کے اندر بدامنی پھیلانے کی ہر کوشش کو ناکام بنانا اور قیامِ امن کو یقینی بنانا تھا[5]۔ یہ واقعہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ دہشت گردی اور بدامنی پھیلانا اگرچہ "مسجد" کے نام پر بننے والی عمارت سے ہو، تب بھی ریاست نے اس کو برداشت نہیں کیا اور اس عمارت کو مسمار کرنے کے احکامات جاری کئے۔

ان واقعات کے علاوہ بھی سیرت طیبہ کا ہر گوشہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بدامنی، اختلاف اور جنگ وجدل سے نفرت تھی، آپ اتفاق و اتحاد، امن وسلامتی کے عظیم داعی تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ، لاَ تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ، وَسَلُوا اللَّهَ العَافِيَةَ[6]"

ترجمہ: اے لوگو، دشمن سے مقابلہ کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالی سے عافیت طلب کرو۔

بلکہ جب جنگ درپیش ہوتی تب بھی آپ اسے ٹالنے کے لئے آخری حد تک کوشش فرماتے، آپ ہمیشہ امیر لشکر کو تاکید فرماتے کہ فریق مخالف پر یکدم حملہ نہ کرو بلکہ پہلے انہیں دعوت دو، جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ نے فرمایا:

"انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ"[7]

ترجمہ: ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی طرف بلاؤ کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

3.0-رسول اللہ ﷺ کے دہشت گردی کی روک تھام کے لئے اقدامات

عرب معاشرہ میں جرائم اور جنگ و جدال ایک معمول کی بات تھی۔ معمولی باتوں پر سالوں لڑائیاں چلتی، گویا قتل وغارت گری عرب معاشرے کا حصہ بن چکا تھا۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو نومولود ریاست کے امن کو اندرونی و بیرونی خطرات درپیش تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وقت ضائع کئے بغیر ایسے اقدامات اٹھائے جن سے یہ خطرات مکمل طور پر ٹل گئے اور ان کا سبب بننے والے امور کی اس طرح سے بیخ کنی کی کہ دوبارہ کئی دہائیوں تک یہ خطرات پیدا نہ ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے دہشت گردی کے خلاف ریاستی سطح پر جنگ کے لئے جو لائحہ عمل اپنایا ہوا تھا، اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) دہشت گردی و بدامنی کی روک تھام کے لئے بلاواسطہ اقدامات (۲) دہشت گردی و بدامنی کی روک تھام کے لئے بالواسطہ اقدامات

3.1.0- دہشت گردی و بدامنی کی روک تھام کے لئے بلاواسطہ اقدامات

رسول اللہ ﷺ نے ریاست میں قیامِ امن کے لئے دہشت گردی سے براہ راست وابستہ جو اقدامات اٹھائے تھے، ان پر ذیل کے سطور میں بحث کی گئی ہے:

3.1.1-دہشت گردوں کی فنڈنگ روکنا

دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کو اپنا نیٹ ورک پھیلانے اور دہشت گردانہ کاروائیوں کے لئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر وہ اپنے تخریبی عزائم کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی ریاست کے خلاف دہشت گردانہ کاروائیاں کرنے والے قریش مکہ کی فنڈنگ روکنے کے لئے اقدامات اٹھائیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد قریش کی دہشت گردانہ کاروائیاں جاری تھی اور وہ مستقبل میں مسلمانوں کے لئے باہر سے مشکلات کھڑی کرنے کے ساتھ ساتھ مدینہ میں موجود یہود کے ساتھ سازباز کر کے ریاست کے اندر فساد و دہشت پھیلانے کی کوششیں کر رہے تھے۔ اس مقصد کے لئے اہل مکہ نے ابوسفیان کو اپنا مال دے کر تجارتی قافلہ کے ہمراہ شام بھجوایا تاکہ وسائل واخراجات کا بندوبست ہو سکے[8]۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی ریاست کو محفوظ بنانے کی خاطر کفار کی فنڈنگ روکنے اور ان پر اقتصادی دباؤ ڈالنے کا فیصلہ کیا، آپ نے کفار مکہ کے اس تجارتی قافلے پر حملہ کا منصوبہ بنایا، لیکن بوجوہ وہ قافلہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ آیا[9]۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کو نشانہ بنانے کے لئے کئی مہمات بھیجیں۔ اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حلیف قبائل سے معاہدات کر کے قریش مکہ کی اقتصادی ناکہ بندی کے لئے بھی کوششیں کیں۔ اس حکمت عملی کے ثمرات بہت جلد سامنے آئیں اور قریش خود ہی صلح حدیبیہ کی صورت میں امن معاہدہ کرنے اور دہشت گردانہ کاروائیاں روکنے کے لئے راضی ہو گئے۔

وطن عزیز پاکستان میں بھی انتہاپسندوں اور دہشت گردوں کو لگام ڈالنے کی یہی صورت ہے کہ ان کی فنڈنگ روکنے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔ ایسی جامع پالیسی بنائی جائے کہ اندرون ملک وبیرون ملک دونوں سے انتہاپسندوں کو وسائل پہنچنا ممکن ہو جائے۔ اس سلسلے میں سمگلنگ اور کالے دھن کو مکمل طور پر روکنے کے لئے بھی قوانین پر علمدرآمد یقینی بنایا جائے؛ کیونکہ دہشت گردانہ کاروائیوں میں اکثریہی پیسہ استعمال ہوتا ہے۔

3.1.2- جاسوسی کاروائیاں

دہشت گردوں کو اپنا نیٹ ورک پھیلانے اور دہشت گردی کی کاروائیاں قبل از وقت ناکام بنانے کے لئے بہترین حکمت عملی جاسوسی کا مضبوط و منظم نظام قائم کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ انٹیلیجنس اداروں کی اہمیت کو سمجھتے تھے اس لئے اندرون ریاست وبیرون دونوں کے لئے آپ نے ایک مربوط نظام قائم فرمایا۔ اس سلسلے میں ریاست کے شہریوں کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کے لئے ایک باقاعدہ محکمہ بھی قائم کیا گیا اور محمد بن مسلمہ انصاریؓ کو اس شعبے کی سربراہی سونپی گئی۔ ان کے تحت ایسے افراد مقرر کئے گئے جو اپنے گردوپیش کی واقعات ومعلومات سے مرکز کو باخبر رکھتے(10)۔ اسی طرح آپ نے ریاست سے باہر بھی جاسوسی مشن بھیجے تاکہ دشمن کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جاسکے(11)، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے منصوبوں کو پہلے ہی سے بے نقاب کر کے ناکام بنایا گیا، جس سے ریاست اور عوام کا تحفظ یقینی بنایا گیا۔

وطنِ عزیز پاکستان میں بہترین انٹیلیجنس نظام اور ادارے موجود ہیں لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر دہشت گردوں کو تخریبی کاروائیوں کا موقع مل جاتا ہے، اس لئے ان اداروں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی حکمت عملی تیار کی جائے اور انہیں جوابدہ بنایا جائے تاکہ دہشت گردی کی کاروائیاں پہلے ہی سے روکی جاسکیں اور دہشت گردوں کو نیٹ ورک پھیلانے کا موقع بھی نہ مل سکیں۔

3.1.3- قانون پر بروقت عملدرآمد

ریاست کے خلاف جرائم اور دہشت گردانہ کاروائیوں کا سدباب اس وقت ممکن نہیں ہو سکتا جب تک تشدد کے واقعات میں شامل عناصر خصوصاً ایسے گروپس اور تنظیموں کے خلاف بروقت سخت کاروائی نہیں کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے میں زیروٹالرینس کی پالیسی پر کاربند تھے، سیرت طیبہ میں ایسے دہشت گرد گروپس کے خلاف کاروائی کی ایک مثال بنو نضیر کے خلاف کاروائی ہے، بنو نضیر ریاست مدینہ کے اندر رہتے ہوئے ریاست کے خلاف سازش کرنے کے جرم میں ملوث تھے، حالانکہ متفقہ دستور میں ان باتوں کی ممانعت کی گئی تھی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف فوری کاروائی کی اور ان کو ریاست کے حدود سے باہر نکال دیا(12)۔ اسی طرح جب عرینہ اور عکل کے قبائل نے ریاستی اہلکار کو قتل کر کے اور قومی اموال لوٹ کر ریاست کو چیلنج کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف فوری طور پر ان کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے اور جب ان کو گرفتار کر کے لایا گیا تو ان کو سخت ترین سزا دے کر دوسروں کے لئے مثال بنایا گیا(13)۔ لیکن معمولی جرائم کرنے والے اگر قید ہو کر ریاستی دسترس میں آجائیں تو ان کے ساتھ حکمت سے پیش آیا جائے، ممکنہ حد تک ان سے نرمی کی جائے اور قیدیوں کو حاصل حقوق ان کو عطا کئے جائیں، اس سے امید ہے کہ وہ سزا کے بغیر ریاستی رٹ کو تسلیم کر کے قومی دھارے میں شامل ہوں۔

دہشت گرد اور انتہاپسند گروپس کے خلاف سخت اور فوری کاروائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد کسی اور کو ریاست سے غداری اور غیروں کے ساتھ مل کر سازشیں کرنے اور ریاستی امن کو نقصان پہنچانے کا حوصلہ نہ ہوا اور ریاست میں دیرپا امن کا قیام یقینی ہو گیا۔

وطن عزیز پاکستان میں دہشت گرد گروپس امن کے بدترین دشمن ہیں، البتہ مسئلہ یہ ہے کہ ان گروپس کے خلاف کاروائی کی جاتی ہیں، ان کے سرغنہ گرفتار بھی ہو جاتے ہیں، لیکن عدالتی سسٹم انتہائی سست روی سے کام کرتا ہے جس کی وجہ سے کسی واقعہ کے ملوث مجرموں کو گرفتار کرنے کے باوجود سزا دلانے میں سالوں لگ جاتے ہیں۔ کھلے عام جرائم کا ارتکاب کرنے والے اور ریاستی رٹ کو چیلنج کرنے والوں کے مقدمات سالوں لٹکے رہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ آئین اور بنیادی انسانی حقوق کے تحت عدالتی نظام میں ایسی تبدیلیوں کے لئے قانون سازی کی جائے کہ انتہاپسندوں اور دہشت گردوں کو فوری سزائیں دی جا سکے۔ اس سے دہشت گردی کا جلد از جلد خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔

3.1.4- چھاپہ مار کاروائی / کومبنگ آپریشن

دہشت گرد گروپس کے خلاف فوری کاروائی کے ساتھ ایسے افراد جو ریاست مخالف یا دہشت گردی کے کاروائیوں میں ملوث ہوں، اگر ان میں کوئی دہشت گرد ایسا ہو جو حکومت کی پکڑ میں نہ آرہا تو پھر کومبنگ آپریشن کے ذریعے اس کو گرفتار یا پھر نشانہ بنانا ریاستی امن کے لئے لازمی ہوتا ہے۔ سیرت طیبہ میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں: کعب بن اشرف ایک یہودی سردار اور شاعر تھا، یہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کو بڑھکاتا رہتا اور ریاست کو کھلے عام چیلنج کرتا، چونکہ ایک بڑے قبیلے کا سردار ہونے کی وجہ سے اس کی گرفتاری ممکن نہ تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھیوں کو کومبنگ آپریشن کے ذریعے اس کو نشانہ بنانے کا حکم دیا اور صحابہ کرامؓ کے اس دستے نے اس کے گھر میں جاکر اس کو قتل کیا[14]۔ اسی طرح ابورافع نامی ایک شخص ریاست کے خلاف سازشوں میں پیش پیش تھا، رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن عتیکؓ اور ان کے ساتھیوں کو اس کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے بھیجا، جنہوں نے کومبنگ آپریشن کرکے اس کو اس کے گھر میں قتل کر دیا[15]۔ اسی طرح بعض تخریب کار قبائل کے خلاف بھی چھاپہ مار کاروائیاں کی گئی۔

ان کاروائیوں کے فوری ثمرات نکلے اور اس کے بعد کسی کو ریاستی رٹ چیلنج کرنے اور بدامنی پھیلانے کی ہمت نہ ہوئی، جس کے نتیجے میں تخریبی سرگرمیوں میں ملوث عناصر کی خوب حوصلہ شکنی ہوئی اور وہ قانون کے تحت پُرامن زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔

وطن عزیز پاکستان میں ایک متفقہ آئین موجود ہے، جس میں ہر شہری کو بنیادی حقوق تک رسائی اور آزاد و شفاف قانونی کاروائی کا حق دیا گیا ہے، لیکن ایسے دہشت گرد جن کو گرفتار کرنا مشکل ہو ان کو کومبنگ آپریشنز کے ذریعے نشانہ بنانا اور ریاستی رٹ قائم کرنا ضروری ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ایک طرف دہشت گردی ختم ہو گی تو دوسری طرف کومبنگ آپریشن سے کولیٹرل ڈیمج کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔

3.1.5- Rehabilitation

ایسے لوگ جو دہشت گردانہ کاروائیوں میں ملوث نہ ہوں لیکن دہشت گردانہ ذہنیت رکھتے ہوں ان کی بحالی کے لئے کے اقدامات لازمی ہوتے ہیں، ورنہ وہ مکمل طور پر انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس کی مثال وہ لوگ ہیں جو کفار کا حصہ ہو کر مسلمانوں اور ان کی ریاست کے خلاف سازشیں کرتے تھے، ایسے لوگ جب مسلمانوں کے پاس آتے یا کسی طرح مسلمانوں کے نزدیک ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو مختلف طریقوں سے ان کی بحالی کے اقدامات کرتے تھے۔ ان اقدامات میں سے ایک یہ تھا کہ ایسے افراد کو خصوصی مالی امداد دی جاتی تھی، جیسے زکوۃ کے مال میں ان کے لئے حصہ مقرر کر دیا گیا تھا، غنیمت میں دوسروں سے زیادہ حصہ ان کو دیا جاتا تھا[16]۔ دوسرا اقدام ان کو ایسے ماحول میں رکھنا تھا جس سے ان کی ذہنی بحالی ممکن ہو سکیں، جیسے ثمامہ بن اثالؓ کو مسجد میں تین دن تک رکھا گیا۔ اس نے تین دن تک اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے معمولات دیکھے، تو مسلمانوں کے متعلق اس کے خیالات مکمل تبدیل ہو گئے[17]۔

مندرجہ بالا اقدامات کا فوری اثر دیکھنے میں آیا اور ریاست کے مخالفین ریاست کے ایسے وفادار بننے لگے کہ ریاست کے لئے ہر قربانی دینے پر تیار ہو گئے۔

وطن عزیز پاکستان میں بھی انتہا پسندانہ ذہنیت سے متاثر ایسے افراد موجود ہیں جو دہشت گردی کے واقعات میں ملوث نہیں، ایسے افراد کی بحالی کے لئے نبوی طرز پر کام کرنے کی ضرورت ہے کہ ابتداء میں ان کی ذہنی بحالی کے لئے ان کو ایک اچھا اور صحت مند ماحول فراہم کیا جائے اور ساتھ ساتھ ان کی مالی اعانت بھی کی جائے، امید ہے اس کے مثبت اثرات نکلیں گے اور بہت جلد ایسے افراد اپنی صلاحیتیں ریاست کی بہتری کے لئے استعمال کریں گے۔

3.2.0- دہشت گردی و بدامنی کی روک تھام کے لئے بالواسطہ اقدامات

انتہا پسندی اور دہشت گردی کی روک تھام کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بلاواسطہ اور براہ راست وابستہ اقدامات کے ساتھ ساتھ بالواسطہ اقدامات بھی اٹھائے تھے۔ یہ اقدامات بھی دو قسم پر مشتمل ہیں:

(۱) دہشت گردوں کی ریکروٹمنٹ روکنے کے لئے اقدامات (۲) دہشت گردی کی روک تھام کے لئے دیگر اقدامات

3.2.1.0-دہشت گردوں کی ریکروٹمنٹ روکنے کے لئے اقدمات

3.2.1.1-اجتماعیت کا فروغ

کسی بھی ریاست کے اندر اتفاق و اتحاد کا ہونا، ہر قسم کے اندرونی وبیرونی دشمنوں کو شکست دینے کے لئے سب سے اہم اقدام ہے؛ کیونکہ تخریب کار منقسم معاشرے کو آسانی سے نشانہ بناتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ریاست کی بنیاد رکھنے سے پہلے مدینہ منورہ کے مختلف الخیال اور کثیر القبائل معاشرہ میں اتفاق و اتحاد کی کمی کو شدت سے محسوس کیا، اس لئے آپ نے اجتماعیت کو فروغ دینے اور اتفاق و اتحاد کی فضا بنانے کے لئے انقلابی اقدامات کئے، جن میں سب سے پہلے اپنے ہم خیال یعنی مسلمانوں کے درمیان مؤاخات قائم کرنا تھا۔ مؤاخات کا یہ رشتہ محض الفاظ تک محدود نہ تھا بلکہ اس نے ایک طرف مہاجرین کو گویا انصار کا حقیقی بھائی بنا دیا، تو دوسری طرف قبائلی عصبیتوں کا خاتمہ کر کے ان کو اسلام کے مضبوط لڑی میں پرو دیا[18]۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دوسرے مذاہب خصوصاً یہود کے ساتھ "میثاق مدینہ" کے نام سے معاہدہ کیا، جس نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو سیاسی وحدت میں جوڑ دیا[19]، میثاق مدینہ میں یہاں تک لکھا گیا کہ:

وان یہود بنی عوف أمة مع المؤمنین للیھود دینھم وللمسلمین دینھم[20]

ترجمہ: بنی عوف کے یہود اور مؤمنین ایک سیاسی وحدت ہوں گے، یہود کے لئے ان کا دین اور مسلمانوں کے لئے ان کا دین ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ریاست کے اندر فرقہ واریت، اختلافات اور تفرقہ کی تمام ممکنہ صورتوں کی سختی سے تردید فرمائی، بلکہ جب کبھی منافقین نے سازش کر کے اور اشتعال دلا کر ریاست کے لوگوں کے درمیان فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش کی رسول اللہ ﷺ نے اس کا قلع قمع کیا۔ اسی وجہ سے مدینہ کا منقسم معاشرہ اجتماعیت اور اتفاق و اتحاد کی لازوال مثال بن گیا اور دہائیوں تک اس میں اختلافات و تفرقہ پیدا نہ ہو سکا۔

مملکتِ خداداد پاکستان میں مختلف قومیتوں، مذاہب، زبانوں، نظریات، فرقوں اور مسالک کے لوگ آباد ہیں، جس کی وجہ سے مختلف اوقات میں مختلف امور شدت پسندی اور لاقانونیت کا سبب بنتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی ملک کو اپنی تاریخ کے بدترین سیاسی انتشار کا سامنا ہے۔ ملک کی وحدت کی علامت سمجھے جانے والے ادارے بھی اس سے محفوظ نہیں رہے، لہٰذا اس وقت تشدد، بدامنی اور تخریب کار عناصر کا راستہ روکنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے سیرت طیبہ کی روشنی میں اجتماعیت اور اتفاق و اتحاد کو فروغ دینا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام ادارے اور افراد آئین کے مطابق اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیں اور فرقہ واریت واختلافات کا سبب بننے والے عناصر خصوصاً قومیت، زبان اور مذہب کو بنیاد بنا کر معاشرے کو تقسیم کرنے والوں سے قانون کے مطابق سخت ترین کاروائی کی جائے۔ اجتماعیت کو فروغ دے کر تشدد و شدت پسندی کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند کیا جا سکتا ہے۔

3.2.1.2-معاشی استحکام

کسی مسئلے کو حل کرنے کے لئے سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ اس مسئلے کی وجوہات اور اسباب کو معلوم کیا جائے اور ان کو دور کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ دہشت گردی کے اسباب میں معاشی عدم استحکام ایک بڑی وجہ ہے؛ کیونکہ انتہا پسندوں اور دہشت گروں کا نشانہ اکثر غریب اور بے روزگار نوجوان بنتے ہیں۔ دیکھا جائے تو دہشت گردوں کی اکثر ریکروٹمنٹ معاشرے کے مالی طور پر کمزور طبقات سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کے بعد غربت وبے روزگاری کے خاتمے اور معاشی استحکام کے لئے مثالی اقدامات اٹھائے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے بعد ان کے معاش کا مسئلہ درپیش تھا، ابتداء میں نوزائیدہ ریاست کے پاس روزگار کے مواقع کم تھے اور اگر اس مسئلے پر قابو نہ پایا جاتا، تو بدامنی سمیت کئی طرح کے معاشرتی مسائل پیدا ہو سکتے تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم فرما کر مہاجرین کو انصار کے ساتھ معاشی سرگرمیوں میں شریک کر دیا[21]۔ اگر رسول اللہ ﷺ حکم دیتے تو انصار مہاجرین کو معاشی سرگرمیوں میں شریک کئے بغیر اپنے منافع میں حصہ دار بناتے اور انہوں نے اس کی پیشکش بھی کی[22]، لیکن

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کی افرادی قوت کو ضائع کرنے اور بے روزگار چھوڑنے کے بجائے ان کو انصار کے ساتھ شریک کر دیا؛ کیونکہ بعض اوقات فراغت بھی انسان کو تخریبی سرگرمیوں پر آمادہ کرتی ہے۔

معاشی استحکام کے لئے رسول اللہ ﷺ کا دوسرا اقدام یہ تھا کہ مدینہ منورہ کی ایک بڑی آبادی زراعت سے وابستہ تھی، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے زراعت سے متعلق انقلابی اصلاحات کئے تاکہ معاشی فوائد کے ساتھ بے روزگاروں کو روزگار بھی مہیا ہو، ان اقدامات میں سے ایک بنجر زمینوں کی آبادکاری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بنجر زمینوں کی آبادکاری کی ترغیب دی اور ایک انقلابی فرمان جاری فرمایا کہ جو شخص ایسی غیر آباد زمین کو آباد کرے گا جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ اسی کی ہوگی [23]۔ اس حکم کا اثر یہ ہوا کہ جن لوگوں کے پاس روزگار نہیں تھا، انہیں روزگار کی ایک باعزت صورت دستیاب ہوگئی اور غربت کی شرح بتدریج کم ہوتی گئی۔

اس سلسلے میں ایک اور اقدام کاروباری سرگرمیوں کو فروغ دینا تھا، کیونکہ مدینہ منورہ کے رہائشیوں اور خصوصاً مہاجرین تجارت سے وابستہ تھے، لیکن تجارت اور معاشی سرگرمیوں پر یہود نے اجارہ داری قائم کر رکھی تھی، وہ جب چاہتے نت نئے ٹیکسز لگا کر چھوٹے تاجروں کو پریشان کرتے، جس کے نتیجے میں مہنگائی کی شرح میں اضافے اور سرمایہ کاری کا راستہ روکنے کا سبب بنتے تھے، اس سے معاشرے میں طبقاتی تقسیم اور معاشی بے انصافی کی صورت میں بدامنی پیدا ہونے کا خدشہ تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لئے الگ بازار قائم کرنے کا فیصلہ کیا [24]۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بازار کو ٹیکس فری بنایا اور اس میں سرمایہ کاروں کو اتنی سہولیات دی گئی کہ سرمایہ کاروں کو چاہتے نہ چاہتے یہاں کا رخ کرنا پڑا۔ جس نے مدینہ منورہ کو معاشی مرکز بنایا اور تجارتی سرگرمیوں کی وجہ سے روزگار کے کثیر مواقع پیدا ہوگئے۔ انہی اقدامات اٹھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ نوجوان معاش کے لئے تخریبی امور اور ناجائز ذرائع کی طرف جانے کے بجائے صحت مند معاشی سرگرمیوں کا حصہ بننے لگے۔ اس طرح ریاست مخالف عناصر کی ریکروٹمنٹ کا راستہ مکمل طور پر بند ہوگیا، جو نومولود ریاست کی ایک بڑی کامیابی تھی۔

بدقسمتی سے وطن عزیز پاکستان میں معاشی صورتحال مسلسل زبوں حالی کا شکار ہے، آبادی کی ایک بڑی تعداد غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے، جن کو زندگی کی بنیادی ضروریات تک میسر نہیں۔ ایسی صورتحال میں دہشت گرد مالی لالچ دے کر ان کو اپنا ہمنوا بنا لیتی ہے، یوں دہشت گردوں کی ریکروٹمنٹ کے لئے ایک بڑا راستہ کھلا ہے۔ اگرچہ معاشی استحکام کے لئے کوششیں جاری ہیں لیکن وہ ابھی تک وہ اس قدر بار آور ثابت نہیں ہوئیں کہ بیرونی سرمایہ کار بلاخوف وخطر یہاں سرمایہ کاری کے لئے آئیں، لہٰذا اس حوالے ریاستی سطح پر سیرت نبوی کی روشنی میں ایک جامع اور دیرپا پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے جو سرمایہ کار کو اس طرف راغب کر سکیں اور معاشی صورتحال کو مستحکم بنا کر غربت کی صورت میں موجود دہشت گردوں کی نرسری کو بند کرنا ممکن ہو سکیں۔

3.2.1.3- قانونی مساوات

جس معاشرے میں قانون کی عملداری ہو اور تمام شہریوں پر یکساں قانون لاگو کیا جاتا ہو، وہاں کوئی شہری قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کرتا۔ ہجرت سے پہلے عرب قبائل میں قانونی مساوات کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا تھا؛ مدینہ منورہ میں موجود قبائل کے درمیان جب قتل وقتال کا معاملہ پیش آتا تو طاقتور قبیلہ بنو نضیر کو فوقیت حاصل ہوتی۔ اگر بنو نضیر کا آدمی بنو قریظہ کے کسی آدمی کے ہاتھوں قتل ہوتا تو اس سے قصاص لیا جاتا لیکن اگر بنو قریظہ کا آدمی بنو نضیر کے کسی آدمی کے ہاتھوں قتل ہوتا تو قصاص کو چھوڑ کر سو (۱۰۰) وسق کھجور بطور جرمانہ دے کر قاتل چھوٹ جاتا [25]۔ رسول اللہ ﷺ نے شہریوں کے درمیان قانونی مساوات کو ریاست کے دستور کا حصہ بنایا اور تمام شہریوں کا خون برابر قرار دے کر سب کا خون بہا ایک جیسا مقرر کر دیا [26]۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قانون کے معاملے میں کسی کی دنیاوی حیثیت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ میری اولاد سے بھی کوئی جرم سرزد ہو تو ان سے کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔ ایک موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کو چوری کے ایک مقدمہ میں ایک معزز خاندان کے عورت کے حق میں سفارش کی گئی تو آپ نے انتہائی ناراض ہوتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا [27]"۔

ترجمہ: اے لوگو! تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ ان میں جب کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے بغیر سزا چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کسی کی رعایت نہ فرماتے حتی کہ آپ ﷺ نے خود بھی لوگوں کے سامنے بدلہ لینے کے لئے پیش کیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ کسی کی حق تلفی ہو جاتی تو وہ قانون ہاتھ میں لینے کے بجائے حکومت کی طرف رجوع کرتا کیونکہ اس کو قانون کی عملداری پر یقین ہوتا تھا۔ اسی طرح امیر و غریب کے لئے الگ قانون کا تصور نہ تھا دونوں پر یکساں قانون لاگو کیا جاتا جس سے معاشرے میں طبقاتی تقسیم کا سدباب ہوا اور انتہا پسندانہ ذہنیت پیدا ہونے کا راستہ روکا گیا۔

وطن عزیز پاکستان میں قانونی عدم مساوات کی مثالیں ہر روز سامنے آتی ہیں، جو نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں اور انہیں قانون ہاتھ میں لینے کا خود ساختہ اور بظاہر معقول جواب مل جاتا ہے، لہٰذا اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اور سیرت طیبہ کی تعلیمات کے مطابق قانونی مساوات کو یقینی بنانا ہوگا تا کہ نوجوانوں کی آئین و قانون اور ریاستی اداروں پر اعتماد پیدا ہو اور وہ غصے و بے چینی کے سبب کسی کے آلہ کار نہ بنے۔

3.2.1.4- اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی / وسائل کی منصفانہ تقسیم

شدت پسندانہ سوچ پروان چڑھنے کا ایک بڑا سبب وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور عوام کی توقعات و خواہشات کے خلاف مخصوص افراد کا ان کے متعلق فیصلے کرنا ہوتا ہے؛ کیونکہ عوام خصوصاً نوجوانوں کی سوچ کے مطابق ان کے مستقبل اور وسائل کے فیصلے کسی اور کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور ان کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا، خصوصاً سوشل میڈیا کے آنے کے بعد اس معاملے کو لے کر ان کے جذبات کو بڑھکانا انتہائی آسان ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جیسی حکیم ذات نے اس کو پہلے سے بھانپ لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ ریاستِ مدینہ کے قیام سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کو یقینی بنانے کا انتظام فرمایا تھا، تاکہ ریاست کے نوجوانوں کو روزِ اول ہی سے یہ یقین دلایا جائے کہ ریاست کی فیصلہ سازی میں ہر کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ سے پہلے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اوس و خزرج کے قبائل میں سے عریف ونقیب [28] مقرر کئے، جو نئی ریاست میں اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کی گویا بنیاد تھی [29]۔ اس میں اس بات کا خوب خیال رکھا گیا کہ آبادی میں تناسب کے اعتبار سے نمائندگی دی جائے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو لہٰذا قبیلۂ خزرج میں سے نو (۹) اور قبیلۂ اوس میں سے تین (3) نقباء مقرر کئے گئے [30]۔ اس کے ساتھ ہر قبیلہ کا اپنا منتظم و شیخ ہوتا تھا جو قبیلہ کا نظم و نسق چلاتا تھا اور اس کا انتخاب خود قبیلہ ہی کرتا تھا۔ البتہ اس کی منظوری اور تصدیق رسول اللہ ﷺ سے کرانا ضروری سمجھا جاتا تھا [31]۔

پاکستان میں اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کے حوالے سے آئین میں واضح ہدایات موجود ہیں، لیکن حقیقی معنوں میں ان پر عملدرآمد ممکن نہیں ہو سکا، جس کی وجہ سے چھوٹے صوبوں کے نوجوانوں میں احساس محرومی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ان حالات کا فائدہ اٹھا کر ملک دشمن عناصر ان معاملات کو میڈیا و سوشل میڈیا پر بڑھا چڑھا کر پیش کر کے نوجوانوں کو ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر آمادہ کرتے ہیں، لہٰذا ان حالات میں سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں آئین کے روح کے عین مطابق اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کے لئے مؤثر اور فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ امید یہی ہے کہ چھوٹے صوبوں میں اس کا اچھا اثر پڑے گا اور نوجوانوں کی صلاحیتیں غیروں کے ہاتھوں میں استعمال ہونے کی بجائے ملک کی ترقی و بہتری کے استعمال ہوں گی۔

3.2.1.5- پروپیگنڈے کا سدباب

موجودہ دور میں جنگیں میدانوں کے بجائے موبائلز کی سکرین پر لڑی جارہی ہے، جہاں پروپیگنڈے کے زور پر نوجوانوں کے ذہنوں میں ریاست کے خلاف نفرت بھری جاتی ہے، سوشل میڈیا اور کنونشل میڈیا پر روزانہ کے حساب سے جھوٹ بولے اور پھیلائے جاتے ہیں، سوشل میڈیا پر اس طرح کی سرگرمیوں کے لئے سائبر دہشت گردی(Cyberterrorism) کی اصطلاح مستعمل ہے؛ جبکہ حال میں اس کے لئے ڈیجیٹل دہشت گردی کا نام دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں منافقین ریاست کے خلاف اسی طرح کی کاروائیاں کرتے تھے؛ مختلف قسم کے افواہ اڑا کر عوام کے اندر خوف ہراس پھیلانے کی کوششیں کرتے تھے، سورۃ الاحزاب میں ان کو تنبیہ کی گئی کہ اس عمل سے رک جاؤ، بصورت دیگر اپنے عمل کی جزا کے لئے تیار ہو جاؤ:

"لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا.مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا[32]"۔

ترجمہ: اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں غلط افواہیں پھیلانے والے باز نہیں آئیں گے تو ہم تم کو ان کے پیچھے لگا دیں گے، پھر وہ مدینہ میں کچھ دنوں سے زیادہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکیں گے، ان سب پر پھٹکار ہے، وہ جہاں کہیں بھی پائے جائیں، پکڑ لئے جائیں اور اچھی طرح مار ڈالے جائیں۔

رسول اللہ ﷺ ریاست کے عوام کو حقیقی صورتحال سے آگاہ رکھتے اور منافقین کی افواہوں اور جھوٹ کی بروقت تردید فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ منافقین کے ان تخریبی سرگرمیوں کا ریاست کو کبھی نقصان نہیں ہوتا تھا۔

وطنِ عزیز پاکستان میں سوشل میڈیا کے ذریعے ہر وقت ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف ملک دشمن عناصر پروپیگنڈے پھیلاتے رہتے ہیں، جس کا نشانہ عموماً نوجوان بنتے ہیں۔ اگرچہ اب اس قسم کے عناصر کا توڑ کرنے کے لئے کچھ اقدامات اٹھائے جارہے ہیں، لیکن اس کے لئے ایک ایسی مکمل و مؤثر پالیسی بنانا وقت کی بھی ضرورت ہے جو سوشل میڈیا پر تخریبی عناصر کے بیانیہ کے مقابل اعتدال و دلیل پر مبنی بیانیہ کو ترویج دیں تاکہ آئندہ نسل اس قسم کے عناصر اور ان کی پروپگنڈے سے محفوظ رہیں۔

3.2.2.0–دہشت گردی کی روک تھام کے لئے دیگر اقدامات

3.2.2.1–پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات

رسول اللہ ﷺ نے جب نئے ریاست کی بنیاد رکھی تو ریاست کو اندرونی خطرات کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات کا بھی سامنا تھا اور عرب جیسے معاشرے میں کسی بھی وقت ان کی طرف سے ریاست کے امن کو برباد کرنے کے لئے اقدامات کا خطرہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے اس خطرہ کا ادراک کر لیا تھا، اس لئے پڑوسی قبائل کے ساتھ سفارتی تعلقات اور امن معاہدات کے لئے خود جانے اور وفود بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے میں غیر مسلم قبائل جہینہ، بنو مدلج، بنو ضمرہ ، اور مزینہ کے ساتھ امن معاہدات ہوئے، یہ قبائل ریاست مدینہ کے نزدیک مختلف اطراف میں آباد تھے[33]۔ ان ابتدائی معاہدات کے علاوہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دور و نزدیک کے بہت سی حکومتوں اور قبائل کے ساتھ سفارت کاری جاری رہی اور وقتاً فوقتاً معاہدات ہوتے رہے، ان میں سے قابل ذکر نجران کے عیسائیوں کے ساتھ امن معاہدہ ہے۔ نجران یمن کی جانب واقع تہتر (73) بستیوں پر مشتمل ایک وسیع و عریض علاقہ ہے۔ اس میں ایک لاکھ سے اوپر جنگجو جوان تھے[34]۔ ان معاہدات سے ریاست کو دفاعی اور معاشی دونوں طرح کے فوائد حاصل ہوئے۔

مملکتِ خداداد پاکستان کی جغرافیائی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں، اس کی سرحدات ایک طرف چین جیسے عالمی طاقت کے ساتھ ملی ہوئی ہیں، تو دوسری طرف وسطی ایشائی ریاستوں کے ساتھ زمینی راستہ سے منسلک ہے جبکہ جنوبی سمت سے سارا سال مستعمل سمندر سے ملا ہوا ہے۔ اس جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے وطن عزیز ہمیشہ دشمنوں کے نشانے پر رہا ہے اور یہاں بیرونی قوتیں ملک کے اندر موجود اپنے آلہ کاروں کے ذریعے دہشت گردانہ کاروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ ہماری مشرقی سرحد محفوظ نہیں؛ کیونکہ بھارت کے ساتھ ابتداء ہی سے تعلقات کشیدہ رہے ہیں اور اب تک تین باقاعدہ جنگیں ہو چکی ہیں۔ اسی طرح گزشتہ چار عشروں سے مغربی

سرحد پر بھی کشیدگی کی صورتحال ہے اور دونوں اطراف سے انتہاپسندوں اور دہشت گردوں کو معاونت کی راہیں موجود ہیں۔اس لئے تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ مستقل بنیادوں پر امن معاہدات کئے جائیں تاکہ ریاست کے اندر امن کا قیام یقینی بنایا جاسکے۔

3.2.2.2-معاہدات کی پاسداری / اپنی سرزمین کو دوسروں کے خلاف استعمال نہ کرنا

امن کی خواہش رکھنے والے ہر ملک کے لئے ضروری ہے کہ پڑوسی ممالک سے اچھے تعلقات رکھے، ان سے معاہدات کرے، پھر ان معاہدات کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی سرزمین کسی کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہ دے، اس طرح وہ ممالک بھی اپنی سرزمین آپ کے خلاف استعمال نہیں کرنے دیں گے، یہ دوطرفہ معاہدات دونوں اطراف کے ممالک کے امن کے لئے ناگزیر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان معاہدات کی اہمیت کو سمجھا تھا، اس لئے نہ مدینہ منورہ کی سرزمین معاہدہ کے خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی اور کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت دی اور نہ دوسروں کی سرزمین اپنی ریاست کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت دی۔ اس سلسلے میں سیدنا ابو بصیرؓ کی مثال دی جاسکتی ہے کہ جب آپ ﷺ کو ہجرت کے چھٹے سال اپنے بدترین دشمنوں یعنی مشرکین مکہ سے امن معاہدہ کرنے کا موقع ملا تو آپ نے بخوشی معاہدہ کر لیا اور معاہدہ کی پاسداری میں اپنے پرائے کسی کا لحاظ نہیں کیا۔ معاہدہ کی رو سے مکہ کا کوئی باشندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے تو اسے واپس مکہ بھیجنا لازم ہوگا، یہی وجہ ہے کہ ابو بصیرؓ مکہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچے اور قریش نے اس کی واپسی کے لئے دو افراد بھیجے تو رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے، ابو بصیرؓ کو ان افراد کے حوالہ کر دیا، لیکن راستہ میں ایک جگہ ابو بصیرؓ نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور انہی میں سے ایک کی تلوار لے کر اسے قتل کر دیا اور مدینہ منورہ واپس آکر رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ نے تو معاہدہ کے تحت مجھے واپس کر کے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے، اب میں ان سے جان چھڑا کر واپس آگیا ہوں، لہٰذا مجھے یہاں رہنے کی اجازت دیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"وَيْلُ أُمِّهِ مُسَعِّرُ حَرْبٍ"[35]۔

ترجمہ: اس کی ماں کے لیے ہلاکت ہو! یہ لڑائی کی آگ بھڑکائے گا۔

پھر ابو بصیرؓ مدینہ منورہ سے نکل گئے۔ اس واقعہ میں دیکھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف پڑوسی ممالک کے ساتھ معاہدے کی پاسداری کی بلکہ اپنی سرزمین پر دوسرے ممالک کے مجرم کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔

دوسروں کی سرزمین اپنی ریاست کے خلاف استعمال ہونے پر بھرپور کاروائی کی مثال غزوہ خیبر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے بنو قینقاع اور بنو نضیر کے جن یہودیوں کو جلاوطن کیا تھا، ان میں سے کچھ خیبر میں آباد ہوئے تھے۔ خیبر کے ان یہود نے مدینہ منورہ کی ریاست کے خلاف خود بھی مسلسل سازشیں کیں اور قریش کو ریاست مدینہ کے خلاف بھڑکایا اور آخر میں قبیلہ غطفان کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کی سازش کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب یہ اطلاع پہنچی تو انہوں نے خیبر پر حملہ کر کے، ان کی سازشوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔[36]

انہی اقدامات کا اثر یہ ہوا کہ دس سال کے عرصہ میں ریاست مدینہ ایک ناقابل تسخیر قوت بن گئی، جس میں ایک بڑا کردار اسی اخلاقی برتری کا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے معاہدات کی پاسداری کر کے ثابت کیا تھا۔ اسی طرح معاہدات کی خلاف ورزی کرنے والوں اور اپنی سرزمین کو ریاست کے خلاف استعمال کرنے والوں کے خلاف فوری کاروائیوں نے بھی مسلمانوں کی دھاک بٹھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

وطن عزیز پاکستان کو بھی انہی مسائل کا سامنا ہے، لہٰذا اس حوالے سے سیرت کی روشنی میں معاہدات کئے جائیں، پھر معاہدات کی پاسداری کی جائیں اور اپنی سرزمین کو کسی کے خلاف استعمال نہ کرنے کی پالیسی پر سختی سے عمل کیا جائے اور دوسروں کی سرزمین اپنی ریاست کے خلاف استعمال ہونے کی صورت میں سخت اقدامات اور فوری کاروائی کریں۔

4.0-نتائج

- ✓ دہشت گردی اور انتہا پسندی کی روک تھام کے لئے ایک اسلامی ملک کے پاس رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ سے زیادہ موئثر اور بہترین طریقہ کوئی نہیں ہو سکتا۔
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے دہشت گردی کی روک تھام کے لئے موئثر پالیسی بنائی تھی جو دہشت گردی کو ختم کرنے کے بالواسطہ اور بلاواسطہ اقدامات پر مشتمل تھی۔
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے دہشت گردی کی روک تھام کے لئے جو براہ راست اقدامات اٹھائے تھے، ان میں دہشت گردوں کی ریکروٹمنٹ، ان کی فنڈنگ روکنے، بروقت قانون پر عملدرآمد اور دہشت گردانہ ذہنیت سے متاثر لوگوں کی بحالی کے لیے اقدامات شامل تھے۔
- ✓ ریاست مدینہ میں دہشت گردی کی روک تھام کے لئے بالواسطہ اقدامات ریکروٹمنٹ روکنے کے لئے معاشی استحکام، قانونی مساوات، وسائل کی مصفانہ تقسیم اور اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی جیسے امور پر مشتمل تھی۔
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے دہشت گردی روکنے کے لئے ایک بہترین خارجہ پالیسی تشکیل دی، جو پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات، اپنی سرزمین کسی کے خلاف استعمال کی اجازت نہ دینے، کسی دوسرے ملک کی زمین ریاست کے خلاف استعمال ہونے کی صورت میں بغیر تاخیر سخت کاروائی کرنے اور پروپیگنڈے کی توڑ کے لئے اقدامات شامل تھے۔

5.0-تجاویز

- ✓ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے عوام کو اعتماد میں لے کر پالیسی بنائی جائے اور اس سلسلے میں علماء کرام، میڈیا اور تعلیمی اداروں کا کردار سب سے اہم ہے۔ لہٰذا ایسی حکمت عملی بنائی جائے کہ ان تمام کو اسٹیک ہولڈرز کی بنیادی حیثیت حاصل ہو، خصوصاً تعلیمی نصاب میں سیرت سے ایسے واقعات اور ایسی مثالیں کثرت سے شامل کی جائیں کہ جن سے طلباء کو انتہا پسندی اور دہشت گردی کی ممانعت اور روک تھام کے حوالے سے خوب آگاہی ہو۔
- ✓ قانون کی عملداری اور قانونی مساوات کو بھی یقینی بنانا ضروری ہے اور اس کے ساتھ سوشل میڈیا پر انتہا پسندانہ مواد کی روک تھام کے لئے واضح پالیسی بنائی جائے تاکہ نوجوان بے بنیاد پروپیگنڈے کا شکار ہو کر ملک دشمنوں کے آلہ کار نہ بنے۔
- ✓ اجتماعیت کو فروغ دیا جائے اور سیرت طیبہ کی روشنی میں تفرقہ و تقسیم کی ہر مذہبی و غیر مذہبی صورت کا خاتمہ کیا جائے۔ ریاست میں موجود تمام مسائل پر قومی مباحثوں کا اہتمام کیا جائے اور ہر اسٹیک ہولڈر کو اس کا حصہ بنایا جائے، تاکہ اختلافات و مسائل کو مذاکرات کے ذریعے خوش اسلوبی سے حل کیا جائے۔

حوالہ جات وحواشی:

1 سورة البقرة ،2: 126

Sorat ul Baqarah, 2: 126

2 البيهقي، أحمد بن الحسين،سنن الكبرىٰ ، أبواب تفريق ما اخذ من اربعة أخماس الفئ نصيب، باب اعطاء الفئ على الديوان،رقم الحديث:13080

Al baihaqi, Ahmad bin Alhusain, Sunan ul Kubra, Abwab tafriq ma ahaza min arbat e akhmas e alfai Naseeb , bab a'ata e alfai ala diwan,Hadith No.13080

3 ابن هشام، عبد الملك بن هشام ،السيرة النبوية ،(شركة مكتبة و مطبعة مصطفى البابى، مصر،1955ء) 1: 197

Ibn hisham, 'Abd al-Malik ibn Hisham, Al-Sirat al-Nabawiyyah ,Mustafa Al-Babi School and Printing Company, Egypt, 1385 Hijri/1955, 1: 197

4 سورۃ التوبۃ،107:10

Sorat ut Tawba,10: 107

5 الطبری،محمد بن جریر ، تفسیر الطبری،(مؤسسة الرسالة، بیروت، 2000ء) 14: 468

Al-Tabari ,Muhammad ibn Jarir, Tafsir Al-Tabari, Musasat al-Risala, Beirut, 1420 AH/2000, 14:468

6 البخاری ،محمد بن اسمٰعیل ،صحیح البخاری، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، باب لاَ تَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ، رقم الحدیث: 3024

Al Bukhari, Muhammad bin Ismail,Sahih al-Bukhari, Kitab-ul-Jihad wal-Seer, Bab la tatamanu laqa al adu, Hadith No.3024

7 المصدر السابق، كِتَاب الْمَغَازِي،بَابُ غَزْوَةُ خَيْبَرَ، رقم الحدیث: 4210

8 ریحان،مولانا محمد اسماعیل، تاریخ امت مسلمہ (المنہل پبلشرز، کراچی،2018ء)1:227

Rehan, Maulana Muhammad Ismail, Tarikh-e-Ummah (Al-Manhal Publishers, Karachi, 2018) 1:227

9 غازی،ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت (الفیصل ناشران،لاہور،2012ء)ص440

Ghazi, Dr. Mahmood Ahmed, Muhadhirat Sirat, Al-Faisal Publishers, Lahore. P 440

10 محاضرات سیرت،ص417

Ibid, p. 417

11 صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر ، باب فضل الطليعة،رقم الحدیث:2846

Sahih al-Bukhari, Kitab-ul-Jihad wal-Seer, Bab Fazl u-altaliyyah, Hadith No.2846

12 الطبری ، محمد بن جریر ، تاریخ الطبری(دارالتراث، بیروت، 1387ھ) 2: 550

Al-Tabari ,Muhammad ibn Jarir, Tafsir Al-Tabari ,2: 550, Musasat al-Risala, Beirut, 1420 AH/2000

13 اِبن سید الناس،محمدبن محمد عیون الأثر،(دارالقلم،بیروت،1414ھ/1993ء)،1: 230

Ibn Sayyid al-Nas, Mohammad, Ayyun al-Asar, Dara Al Qalam, Beirut, 1414 Hijr, 1993, 1: 230

14 صحیح البخاری، کتاب الرهن، باب رهن السلاح،رقم الحدیث:2510

Al. Bukhari, M. Ismaeel Bukhari, Sahih Al Bukhari, Kitab ur Rahan, Bab Rahn us Salah, Raqmul Hadith: 2510

15 المصدر السابق، کتاب المغازی، باب قتل أبی رافع، رقم الحدیث : 4039

Ibid, Kitab ul Maghazi, bab qatl Abi rafi: 4039

16 السیرۃ النبویة،2: 492

Al-Sirat al-Nabawiyyah, 2: 492

17 صحیح مسلم ، کتاب الجهاد والسیر، باب ربط الأسیر وحبسه، رقم الحدیث:1764

Sahih Muslim, Kitab-ul-Jihad wal-Sir, Bab Rabat al-Asir wa Hibsahi, Hadith No. 1764

18 عیون الاثر، 1: 230

Ayyun al-Asar.1: 230

19 کاندھلوی،مولانا محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ ﷺ،(کتب خانہ مظہری، کراچی، ت ن)،ص438

Kandilawi, Muhammad Idrees Kandihlawi, (Seerat Mustafa, Kutub Khana Mazhari, Krarachi), p 438

20 مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم (دارالہلال، بیروت,1425ھ)1:173

Mobarakpouri, Safi-ul-Rahman, Al-Raheq al-Makhtoum (Darul Lal, Beirut),1425h) ,1: 173

21 محاضرات سیرت،ص127

Muhadhirat Sirat, P 127

22 الرحیق المختوم،1:168

Al-Raheq al-Makhtoum,1: 168

23 ابن حجر العسقلانی ، أحمد بن علی بن حجر ، فتح الباری (دارالمعرفة ،بیروت، 1379ھ) 5: 20

Ibn-e-Hajar al-Asqalani, Ahmad b. 'Ali b. Hajar, Fath Ul-Bari (Dar al-Ma'arifah Beirut 1379AH) 5: 20

24 کرمی، أحمد عجاج ،الادارۃ فی عصر الرسول ﷺ،(دار السلام،القاهرة،1427ھ) 1: 79

Karami, Ahmed Ajaj, Al Idara fi Asar-e- Al Rasool (SAW), (Dar es Salaam, Cairo,1427 AH) 1:79

25 ابن کثیر ،اسمٰعیل بن عمر، تفسیرالقرآن العظیم ،(دار طیبة للنشر والتوزیع، بیروت،1999ء) 1: 489

Ibni Kathir, Ismaeel bin Umer bin Kathir, Tafseer Ul Quran Ul Azeem, vol, 1, Dar Tayyeba, Birut, 1420 Hijri/1999, 1: 489

26 محاضرات سیرت،ص342

Muhadhirat Sirat,p 342

27 صحیح البخاری، کتاب الاحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار، رقم الحدیث: 3475

Al. Bukhari, M. Ismaeel Bukhari, Sahih Al Bukhari, Book Ahadith Ul Anbeya, Bab Hadith Ul Gar, Raqmul Hadith, 3475.

28 عریف کو قبیلہ کے دس لوگوں کا نگران مقرر کیا گیا تھا جو ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت اور بااختیار طبقے تک ان کی آواز پہچانے کا ذمہ دار ہوتا اور پھر ہر دس عرفاء پر ایک نقیب مقرر تھا،لہٰذا نقیب کے نیچے تقریباً سو(۱۰۰) افراد آتے تھے۔(غازی،ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت،(الفیصل ناشران وتاجران کتب،لاہور،2012ء)ص366

29 ابن حجر العسقلانی ،أحمد بن علی فتح الباری،(دار المعرفة،بیروت،1389ھ)13: 169

Ibn-e-Hajar al-Asqalani, Ahmad b. 'Ali b. Hajar, Fath Ul-Bari (Dar al-Ma'arifah Beirut 1379AH), 13: 169

30 الحمیری ،سلیمان بن موسی، الاِکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله ﷺ،(دار الکتب العلمیة،بیروت،1420ھ) 1: 266

Al Himiari, Sulaiman bin Musa, Al Iktifa bama Tazamahu mim Maghazi Rasool lel lah(SWA),(Dar ul Kutub Ilmiyyah, Bairo, 1420AH,)1: 266

31 صدیقی،پروفیسر یاسین مظہر،عہد نبوی کا نظام حکومت،(ادارہ تحقیق وتصنیف، علی گڑھ،1994ء)ص33

Siddique, prof. Yasin Mazhar, Ahd e Nabawi ka nizam e Hukumat, (Idara Taqqiq wa Tasneef, Ali Garh, 1994),P33

32 سورة الاحزاب،33: 60، 61

Sorat ul Ahzab,33: 60, 61

33 محمد حمید الله،مجموعة الوثائق السیاسیة للعهد النبوي،(دار النفائس،بیروت،1407ھ)1: 267

Muhammad Hamidullah - a collection of political documents of the Prophet's era(Dar al-Nafais, Beirut, 1407 AH)1: 267

34 الصالحی،محمد بن یوسف،سبل الهدیٰ والرشاد (دارالکتب العلمیة،بیروت،1414ھ)6: 334

Al-Salhi, Muhammad bin Yusuf, Subul Al-Huda and Al-Rashad (Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, 1414 AH))6: 334

35 السهیلی،عبد الرحمٰن بن عبد الله،الروض الأنف(دار احیاء التراث،بیروت، 1421ھ) 7: 87

Al-Suhaili, Abdul Rahman bin Abdullah, Al-Rawd Al-Anf, Dar Al-Revival of Heritage, Beirut, 1412 Hijri/ 1982, 4: 240

36 أبو أسماء،محمد بن طه،الأغصان الندیة(دار اِبن حزم للطباعة والنشر والتوزیع، القاهرة 1433ھ)ص:363

Abu Asma, Muhammad bin Taha, Al Ighsan un Nadiyyah, (Dar Ibn e Hzam litabbaa waa nashr wat tawzee, Qahira, 1433AH) p363